سیدہ زینب بنت رسول اللہ ﷺ کی ہجرت

ترتیب وترجمہ: محمد اسحاق سلفی

عن عروة بن الزبير، عن عائشة، زوج النبي صلى الله عليه وسلم: أن رسول الله صلى الله عليه وسلم لما قدم المدينة، خرجت ابنته زينب من مكة مع كنانة – أو ابن كنانة – فخرجوا في أثرها، فأدركها هبار بن الأسود فلم يزل يطعن بعيرها برمحه، حتى صرعها، وألقت ما في بطنها، وأهريقت دما، فاشتجر فيها بنو هاشم، وبنو أمية، فقالت بنو أمية: نحن أحق بها، وكانت تحت ابن عمهم أبي العاص، فكانت عند هند بنت عتبة بن ربيعة، فكانت تقول لها هند: هذا بسبب أبيك. فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لزيد بن حارثة: «ألا تنطلق تجيئني بزينب؟» قال: بلى يا رسول الله، قال: «فخذ خاتمي» فأعطاه إياه، فانطلق زيد وبرك بعيره، فلم يزل يتلطف، حتى لقي راعيا، فقال: لمن ترعى؟ فقال: لأبي العاص، فقال: فلمن هذه الأغنام؟ قال: لزينب بنت محمد، فسار معه شيئا، ثم قال له: هل لك أن أعطيك شيئا تعطيه إياها، ولا تذكره لأحد؟ قال: نعم، فأعطاه الخاتم، فانطلق الراعي، فأدخل غنمه، وأعطاها الخاتم، فعرفته، فقالت: من أعطاك هذا؟ قال: رجل، قالت: فأين تركته؟ قال: بمكان كذا وكذا. قال: فسكتت حتى إذا كان الليل، خرجت إليه فلما جاءته، قال لها: اركبي بين يدي على بعيره. قالت: لا، ولكن اركب أنت بين يدي، فركب وركبت وراءه حتى أتت، فكان رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: «هي أفضل بناتي أصيبت في» فبلغ ذلك علي بن الحسين، فانطلق إلى عروة فقال: ما حديث بلغني عنك تحدثه تنتقص فيه حق فاطمة؟ فقال: «والله ما أحب أن لي ما بين المشرق والمغرب، وإني أنتقص فاطمة حقا هو لها، وأما بعد فلك أن لا أحدث به أبدا» .

قال عروة: " وإنما كان هذا قبل نزول آية: {ادعوهم لآبائهم هو أقسط عند الله} [الأحزاب: 5] «هذا حديث صحيح على شرط الشيخين، ولم يخرجاه» (المستدرك 2812)

ترجمہ:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھانجے سیدنا عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ہجرت کر کے مدینہ المنورہ تشریف لائے تو آپ کی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہ کنانہ کے ہمراہ یا شاید) ابن کنانہ کے ہمراہ مکہ سے نکل آئیں جبکہ وہ لوگ ان کے تعاقب میں نکل پڑے اور ہبار بن اسودان تک آ پہنچا وہ مسلسل آپ کے اونٹ کے پیٹ میں نیزہ مارتا رہا تھی کہ اس کو ہلاک کر دیا اور جو کچھ اس کے پیٹ میں تھا وہ نکال دیا اور اس کا خون بہادیا۔ پھر اس سلسلہ میں بنی ہاشم اور بنی امیہ کے درمیان اختلاف شروع ہو گیا۔ بنوامیہ نے کہا: ہم اس کے زیادہ حقدار ہیں وہ ان کے چچا کے بیٹے ابوالعاص کے نکاح میں تھیں تو وہ عقبہ بن ربیعہ کی بیٹی ہند کے ہاں تھی۔ ہند ان سے کہا کرتی تھی: یہ تیرے باپ کے سبب سے ہے ادھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارثہ سے فرمایا: کیا تم مکہ جا کر میری بیٹی زینب کو میرے پاس نہیں لا سکتے ؟ انہوں نے جواباً کہا: کیوں نہیں یارسول اللہ۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)

آپ نے فرمایا: میری کی انگوٹھی لے جاؤ اور اس کو دے دو چنانچہ زید چل دیئے، اور مدینہ کے نواحی علاقہ میں ایک جگہ پر) اونٹ بٹھالیا اور حیلے بہانے کے ساتھ لوگوں سے بھی معلوم کرتے رہے حتی کہ ان کی ملاقات ایک چرواہے کے ساتھ ہوئی۔ زید نے چرواہے سے پوچھا: تم کسی کے چرواہے ہو ؟ اس نے کہا: ابوالعاص کے۔

سیدنا زید نے پوچھا: یہ بکریاں کسی کی ہیں ؟ اس نے کہا: زینب بنت محمد ﷺ کی۔ زید نے اس کے ساتھ کچھ سرگوشی کی اور پھر کہا: اگر میں آپ کو زینب کے لئے کوئی چیز دوں تو کیا تم اس کو سیدہ زینب تک پہنچا سکتے ہو ؟ اور کسی کے ساتھ اس بات کا تذکر نہیں کرنا۔ اس (چرواہے)

نے حامی بھر لی۔ زید نے وہ انگوٹھی اس کے حوالے کر دی۔ چرواہا چلا گیا، اس نے بکریاں ریوڑ میں باندھیں اور وہ انگوٹھی جا کر سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو دی۔ سیدہ زینب نے وہ انگوٹھی پہچان لی۔ انہوں نے چرواہے سے پوچھا تجھے یہ انگوٹھی کس نے دی ہے ؟ اس نے کہا: ایک آدمی نے۔ زینب نے پوچھا تم اس کو کہاں چھوڑ کر آئے ہو ؟ اس نے جگہ بتادی۔ حضرت زینب نے خاموشی اختیار کر لی اور جب رات ہوئی تو وہ اس مقام کی

طرف نکل پڑیں جب حضرت زید تک) پہنچ گئیں تو زید رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: آپ اونٹ پر میرے آگے بیٹھ جائیں، لیکن آپ نے آگے بیٹھنے سے انکار کر دیا اور فرمایا آگے آپ بیٹھئے۔ چنانچہ حضرت زید آگے بیٹھ گئے اور زینب ان کے پیچھے چلی گئیں اور آپ نبی اکرم کی خدمت میں پہنچ گئیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے متعلق فرمایا کرتے تھے میری یہ بیٹی سب سے اچھی ہے۔ ان پر میری وجہ سے بہت آزمائیں آئی ہیں۔ یہ بات علی بن حسین (زین العابدین) تک پہنچی تو وہ جناب عروہ کے پاس گئے اور بولے: مجھے پتہ چلا ہے کہ تم کوئی ایسی حدیث بیان کر رہے ہو جس میں فاطمہ کے حق میں کمی کر رہے ہو تو عروہ بولے: اگر مجھے فاطمہ کا حق کم کرنے کرنے کے عوض ساری دنیا کے خزانے بھی دیئے جائیں میں تب بھی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی تنقیص نہیں کر سکتا۔ علی بن حسین رضی اللہ عنہ نے کہا ٹھیک ہے لیکن آئندہ سے یہ حدیث بیان مت کرنا۔ عروہ فرماتے ہیں: واقعہ اس آیت:

ادعوهم لآبائهم هو أقسط عند الله(الاحزاب:5)

انہیں ان کے باپ ہی کا کہہ کر پکارو، یہ اللہ کے نزدیک زیادہ ٹھیک ہے "

اس آیت کے نازل ہونے سے پہلے کا ہے" انتہیٰ

یہ حدیث امام حاکمؒ نے مستدرک میں اور امام طحاویؒ حنفی شرح مشکل الآثار میں، اور امام طبرانیؒ نے المعجم الاوسط اور المعجم الکبیر میں جبکہ امام بیہقیؒ نے دلائل النبوۃ میں روایت کی ہے،

امام الشوکانیؒ "در السحابۃ" میں اس روایت کو نقل کر کے لکھتے ہیں: اخرج البزار باسناد رجاله رجال الصحيح ، والطبراني في الكبير و الاوسط "

جہاں تک اس کے مفہوم و مراد کی بات ہے تو امام ابو جعفر الطحاویؒ شرح مشکل الآثار میں یہ حدیث نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

" قال أبو جعفر: فكان في هذا الحديث مما يجب تأمله والوقوف [ص:135] على المعنى فيه من قول رسول الله عليه السلام: لزيد بن حارثة " ألا تنطلق فتجيء بزينب " وزيد ليس بمحرم منها، ولا بزوج لها , وقد نهى صلى الله عليه وسلم أن تسافر امرأة إلا مع ذي محرم ورويت عنه في ذلك آثار بعضها مطلق بلا ذكر وقت معلوم لذلك السفر وبعضها فيه ذكر مقدار ذلك السفر من الزمان وفي بعضها إلا ومعها زوج أو ذو محرم منها. وسنذكر هذا الباب وما روي عن رسول الله صلى الله عليه وسلم فيه فيما بعد من كتابنا هذا إن شاء الله. غير أنا تأملنا ما كان من رسول الله عليه السلام في هذا الحديث من إطلاقه لزيد السفر بزينب فوجدنا زيدا قد كان حينئذ في تبني رسول الله إياه حتى كان يقال له بذلك: زيد بن محمد ولم يزل بعد ذلك كذلك إلى أن نسخ الله ذلك فأخرجه من بنوته ورده إلى أبيه في الحقيقة بقوله: {ما كان محمد أبا أحد من رجالكم ولكن رسول الله وخاتم النبيين} [الأحزاب: 40] وبقوله لزيد وأمثاله من المتبنين: {ادعوهم لآبائهم هو أقسط عند الله فإن لم تعلموا آباءهم فإخوانكم في الدين ومواليكم} [الأحزاب: 5] . وبقوله تعالى: {وما جعل أدعياءكم أبناءكم} [الأحزاب: 4] . وبما أنزل في زيد خاصة في إباحته تزويج زينب بنت جحش التي كانت قبل ذلك زوجا لزيد وبما أنزل في ذلك: {فلما قضى زيد منها وطرا زوجناكها} [الأحزاب: 37] . إلى قوله: {وطرا} [الأحزاب: 37] . فوقفنا على أن ما كان أمر به عليه السلام زيدا قبل ذلك في زينب [ص:136] وفي إباحته لها وله السفر من كل واحد منهما مع صاحبه كان على الحكم الأول وفي الحال التي كان زيد فيها أخا لزينب فكان بذلك محرما لها جائزا له السفر بها كما يجوز لأخ لو كان لها من النسب من السفر بها فهذا وجه هذا المعنى من هذا الحديث والله أعلم. وأما ما ذكر فيه من تفضيل رسول الله عليه السلام زينب على سائر بناته فإن ذلك كان ولا ابنة له يومئذ فتستحق الفضيلة غيرها لما كانت عليه من الإيمان به والاتباع له ولما نزل بها في بدنها من أجله مما قد ذكرنا , ثم كان بعد ذلك مما وهبه الله له وأقر به عينه في ابنته فاطمة ما كان منه فيها من توفيقه إياها للأعمال الصالحة الزاكية وما وهب لها من الولد

الذين صاروا له ولدا وذرية مما لم يشركها في ذلك أحد من بناته سواها وكانت قبل ذلك في الوقت الذي استحقت زينب ما استحقت من الفضيلة صغيرة غير بالغ ممن لا يجري لها ثواب بطاعاتها ولا عقاب بخلافها. والدليل على ذلك من صغر سنها حينئذ وتقصيرها عن البلوغ

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کی سب سے بڑی صاحبزادی تھی، بعثت نبوی سے تقریباً دس برس قبل پیدا ہوئیں، اور بہنوں میں سب سے پہلے انہی کی شادی ہوئی، ان کی شادی ان کے خالہ زاد ابوالعاص بن الربیع سے ہوئی، جس کی والدہ ھالہ بنت خویلد بن اسد۔۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی حقیقی بہن تھی،

سیدہ زینب کے ہاں ایک بیٹا علی اور ایک بیٹی امامہ پیدا ہوئی، اسیدہ زینب کے خاوند ابوالعاص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کے چھٹے اسلام قبول کیا، یہ معرکہ بدر میں مشرکین مکہ کے ساتھ تھے، اور سیدنا عباسؓ بن عبدالمطلب کی طرح ابوالعاصؓ بن ربیع بھی گرفتار ہو کر آئے تو سیدہ زینبؓ نے مکہ سے اپنی والدہ سیدہ خدیجہؓ کا جہیز میں دیا ہوا ہار فدیہ کے طور پر بھیجا۔ نبی ﷺ نے جب اپنی محبوب ترین بیوی کا ہار اور محبوب بیٹی کا زیور دیکھا تو جسم اطہر پر رقت طاری ہو گئی۔ آپ ﷺ نے صحابہؓ سے خواہش ظاہر کی کہ وہ ابوالعاصؓ کو بغیر فدیہ کے رہا کر دیں چنانچہ صحابہؓ نے ایسے ہی کیا۔ آپ ﷺ نے ابوالعاصؓ سے عہد لیا کہ وہ مکہ جا کر سیدہ زینبؓ کو آپ ﷺ کے پاس مدینہ بھیج دیں گے۔ (سیر اعلام النبلاء)

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد امامہ رضی اللہ عنہا سے جناب علی بن ابی طالب نے شادی کر لی، (یہ تفصیلات میں نے امام ذہبی کی سیر اعلام النبلاء اور سعودی عالم شیخ ناصر العرینی کی" عقیدة أهل السنة في الصحابة الكرام " سے اخذ کی ہیں)